SOCIAL SCIENCE REVIEW ARCHIVES
ISSN Online: 3006-4708
ISSN Print: 3006-4694
https://policyjournalofms.com

# The Exemplary Son-in-Law of Mustafa ﷺ: The Historical Role, Military Campaigns, and Scholarly Status of Abu Al-As bin Rabi (RA)

# مثالی دامادِ مصطفیٰ ﷺ: ابوالعاص بن ربیعؓ کا تاریخی کردار، عسکری مہمات اور علمی مقام

**Muhammad Tahir Rafiq[1], Dr. Muhammad Shahid Habib[2]**

[1] Ph.D. Scholar (Islamic Studies), Khwaja Fareed University of Engineering and Information Technology Rahim Yar Khan, Pakistan, Email: muhammadtahirrafiq0786@gmail.com

[2] Assistant Professor, Khwaja Fareed University of Engineering and Information Technology Rahim Yar Khan, Pakistan, Email: shahid.habib@kfueit.edu.pk

***DOI: https://doi.org/10.70670/sra.v4i1.2462***

**Abstract**

This article provides a comprehensive biographical and historical study of Sayyiduna Abu Al-As ibn al-Rabi' (RA), examining his lineage, early life, and eventual transition into Islamic history. Known for his noble lineage and elite standing in Makkah, his life took a pivotal turn during the Battle of Badr. Fighting alongside the Quraysh, his subsequent captivity and unique ransom—secured by his wife, Sayyidatuna Zainab (RA), through the necklace of Sayyidatuna Khadijah (RA)—highlighted his deep integrity. Following his release, Abu Al-As profoundly praised the Ansar for their honorable treatment of prisoners and lauded his wife for her unmatched loyalty.

Despite returning to Makkah as a non-Muslim to fulfill his financial obligations, his adherence to trustworthiness culminated in his eventual migration and conversion to Islam. The study explores his virtues, including the high esteem the Prophet Muhammad ﷺ held for him as an exemplary son-in-law. It details his family life, particularly his children with Zainab (RA), and his subsequent civil and military services to the growing Islamic state, including his strategic dispatch to Yemen. Furthermore, the paper traces his scholarly legacy through the Companions of the Prophet who narrated Ahadith from him. Finally, it chronicles his unwavering dedication up to his participation in the Battle of Yamama and his ultimate death, cementing his legacy as a trustworthy, valiant, and devoted companion of early Islam.

**Keywords:**

Sayyiduna Abu Al-As ibn al-Rabi', Battle of Badr Captivity, Conversion to Islam, Sayyidatuna Zainab, Praising the Ansar, Prophetic Virtues, Dispatch to Yemen, Hadith Narrators, Battle of Yamama, Islamic History.

سیِّدُ نَا ابوالعاص بن ربیع (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)نام و سلسلہ نسب :

ابو العاص بن ربیع ،بن عبدالعزی ،بن عبد شمس ،بن عبد مناف، بن قصی، قرشی عبشمی، رسول خدا صلوات اللہ علیہ و التسلیمات کے داماد تھے جو آپ کی صاحبزادی زینب کے شوہر تھے جو آپ کی سب سے بڑی بیٹی تھیں۔ سیِّدُ نَا ابو العاص اور ان کے بھائی "جرو البطحاء" بطحاء کے شیر کے نام سے مشہور تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ لقب دراصل ان کے والد اور چچا کو دیا گیا تھا۔[1]

سیِّدُ نَا ابوالعاص بن ربیع کے نام میں مختلف اقوال ہیں ۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا نام "لقیط" تھا، بعض نے "مہشم" اور بعض نے "ہشیم" بتایا ہے، لیکن زیادہ مشہور قول کے مطابق ان کا نام "لقیط" تھا۔ ان کی والدہ ہالہ بنت خویلد بن اسد

تھیں جو سیّدُ نَا خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن تھیں (ماں اور باپ دونوں کی طرف سے)۔[2]بعض حضرات ابو العاص بن ربیع کا نام مقسم بن الربیع بعض نے لقیط بعض نے یاسر اور بعض نے اس کے علاوہ بھی نام ذکر کیے ہیں جیساکہ سابق گزر چکا ہے ۔مقسم "میم "کے کسرہ اور" ق "ساکن اور" س" مہملہ کے فتح کے ساتھ اسکا تلفظ کیا جائیگا ۔جبکہ لَقِیط کا تلفظ : بفتح اللام، وكسر القاف، وبالطاء المهملة ہے اور یاسِر کا تلفظ : بالياء تحتها نقطتان، وكسر السين المهملة ہے [3]۔ یہ سیّدُ نَا خدیجہ بنت خویلد کی بہن ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے ۔ اس اعتبارپہ سیّدُ نَا زینب بنت محمد، سیّدُ نَا رقیہ بنت محمد ، سیّدُ نَا ام کلثوم بنت محمد اور سیّدُ نَا فاطمہ بنت محمد علیہ علیہن و السلام آپ کی خالہ زاد بہنیں تھیں اور رحمت دو جہان صلوات اللہ علیہ و التسلیمات کے ساتھ ان کا دوہرا رشتہ ہو ا ایک تو خالو کا اور دوسرا سسر کا ۔اسی طرح سیّدُ نَا ابو العاص بن الربیع کے ماموں عوام بن خویلد نے حضور نبی کریم کی پھوپھی سیّدُ نَا صفیہ بنت عبد المطلب سے شادی کی تھی ، جن کے بیٹے زبیر بن عوام(حواری رسول) (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)عشرہ مبشرہ میں شامل اور ابوالعاص بن ربیع (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)کے ماموں زاد ہیں ۔[4]

## حالات زندگی :

آپ خوب صورت ،وجیہ ،متناسب قدو قامت کے مالک تھے ،خطیب ،شاعر ،فصیح و بلیغ ،شیریں گفتار اور خوشحال تاجر تھے ۔ سیّدُ نَا خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالی عنہا آپ کی خالہ تھیں ۔سیدہ بی بی خدیجہ (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)ان کو بیٹے کا مقام دیتی تھیں ۔ نبی اکرم علیہ التسلیمات نے سیّدُ نَا خدیجہ (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)کے کہنے پر ہی اپنی بڑی بیٹی سیّدُ نَا زینب رضی اللہ تعالی عنہا کا نکاح ان سے کیا تھا ۔قریش نے مخالفت نبوی میں ان کو کہا کہ وہ آپ صلوات اللہ علیہ کی بیٹی کو طلاق دے دیں ہم آپ کا قریش کی کسی اور عورت سے نکاح کرا دیں گے اس پر آپ نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم میں اپنی زوجہ کو اپنے سے جدا نہیں کروں گا اور نہ ہی مجھے کسی اور قریشی خاتون سے نکاح پسند ہے ۔سرور دو جہان ان کی دامادی کی تعریف کیا کرتے تھے [5]

خداند کریم کی جانب سے جب سرور دو عالم صلوات اللہ علیہ والتسلیمات کونبوت عطا فرمائی گئی تو سیدہ خدیجہ  اور آپ صلوات اللہ علیہ والتسلیم کی صاحبزادیاں سب سے پہلے ایمان لے آئیں۔ انہوں نے آپ صلوات اللہ علیہ والتسلیم کی تصدیق کی، آپ کے لائے ہوئے پیغام کو سچا مانا، اور آپ کے دین کو قبول کر لیا۔ اس کے برعکس، ابوالعاص بن ربیع اپنے شرک پر قائم رہے۔ تاہم، اپنے شرک پر جمے رہنے کے باوجود، انہوں نے مکہ میں اپنی اہلیہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور دونوں بچوں سیّدُ نَا علی اور سیّدُ نَا امامہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ نہایت محبت اور شفقت بھرا سلوک جاری رکھا۔ (یہ بات ذہن نشین رہے کہ مسلمان اور غیر مسلم میاں بیوی کی علیحدگی کا حکم ہجرت مدینہ کے بعد نافذ ہوا۔)

شعب ابی طالب میں بنو ہاشم کے محصور رہنے کے مشکل ترین تین سالوں کے دوران، ابوالعاص غلہ اور کھجور سے لدی ہوئی اونٹنیاں وہاں پہنچا دیا کرتے تھے، جس سے بنو ہاشم کے گزارے کا بندوبست ہوتا تھا۔ ان کی اس فراخدلی سے خوش ہو کر سرکار دو عالم صلوات اللہ علیہ والتسلیم نے ارشاد فرمایا "ابوالعاص نے ہمارے داماد ہونے کا حق ادا کر دیا۔" شیعہ مؤرخ مرزا محمد تقی سپہر کاشانی تحریر کرتے ہیں "و دیگر ابوالعاص بن ربیع کے داماد رسول خدای بود شتران ازگندم و خرما حمل داده بشعب می برد ورہا می کرد ، واز آنجا است کہ رسول خدائی فرمود (ابو العاص حق دامادی ما بگزاشت) مع القصۃ سہ سال کار بدیں گونہ می رفت،،

کہ ابوالعاص بن ربیع، جن کا شمار رسول خدا کے دامادوں میں ہوتا تھا، گندم اور کھجور سے لدے ہوئے اونٹ شعب ابی طالب میں لے آتے اور چھوڑ دیتے تھے۔ اسی وجہ سے رسول خدا صلوات اللہ علیہ والتسلیم نے فرمایا "ابوالعاص نے ہماری دامادی کا حق ادا کر دیا۔" مختصر یہ کہ تین سال تک یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔[6]

## غزوہ بدر میں اسیری اور رہائی:

ابو العاص رضی اللہ تعالی عنہ، عباس بن عبدالمطلب (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)غزوہ بدر دو ہجری میں مشرکین قریش کے ساتھ شریک ہوئے ۔لیکن وہ دونوں مسلمانوں سے لڑنے میں پرجوش نہیں تھے پر دونوں کو دیگر اسیر ان کے ہمراہ قید کر لیا گیا ۔انساب الاشراف میں ہے کہ آپ کو خراش بن الصمہ نے قید کیا تھا [7]۔جبکہ مغازی للواقدی میں ہے کہ ابو العاص بن ربیع کو عبداللہ بن زبیر بن نعمان انصاری نے قید کیا تھا ۔جب مکہ والوں نے اپنے اسیران کا فدیہ بھیجا تو ابوالعاص کے بھائی عمروبن ربیع بھی بطور فدیہ اس مال کے ساتھ مدینہ آئے جو زینب بنت رسول اللہ صلوات اللہ علیہ والتسلیم نے انہیں دیا تھا ۔اس میں وہ ہار بھی شامل تھا جو ان کی والدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس وقت انہیں دیا تھا جب انہیں ابو العاص کے پاس بطور دلہن بھیجا تھا ۔تو رسول اللہ صلوات اللہ علیہ والتسلیم نے فرمایا "اگر تمہاری رائے ہو کہ اس زینب کی قیدی کو رہا کر دو اور جو مال اس نے بھیجا ہے واپس کر دو تو پھر ایسا کر لو "تو صحابہ نے عرض کیا جی ہاں ،پس انہوں نے ان کو رہا کر دیا اور جو کچھ ان زینب (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)کا تھا ان کو واپس کر دیا۔پھر رحمت دو عالم علیہ الصلوات والتسلیم نے ان سے وعدہ لیا کہ وہ ان کی بیٹی کا راستہ چھوڑ دیں گے یعنی انہیں مدینہ واپس بھیج دیں گے [8]

تاریخی مصادر کے مطابق، جب سیّدُ نَا ابوالعاص بن ربیع (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)مکہ سے روانہ ہوئے تو انہوں نے اپنی اہلیہ سیّدُ نَا زینب رضی اللہ عنہا (رسول اللہ صلوات اللہ علیہ والتسلیم کی صاحبزادی) کو والد ماجد کے پاس مدینہ منورہ منتقل ہونے کا حکم دیا۔ اس موقع پر سیّدُ نَا زینب رضی اللہ عنہا نے سفر کی تیاری شروع کی۔

جب آپ رضی اللہ عنہا تیار ہو گئیں تو ان کے دیور کنانہ بن ربیع (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)نے سفر کے لیے اونٹنی مہیا کی اور خود بطور محافظ ہمراہ ہوئے۔ کنانہ (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)نے اپنا اسلحہ (تیر و کمان) تیار کیا اور رشتہ داری کے جذبے کے تحت بہادرانہ طور پر اونٹنی کو آگے بڑھایا۔

اس موقع پر قریش کے بعض افراد نے یہ منظر دیکھا اور انہیں روکنے کے لیے تعاقب شروع کیا۔ ذی طویٰ کے مقام پر قریش کے نمائندوں نے ان کا راستہ روکا، جن میں ہبار بن اسود بن مطلب پیش پیش تھا۔ تاریخی روایات میں آیا ہے کہ ہبار بن اسود نے سیّدُ نَا زینب رضی اللہ عنہا کے ہودج پر نیزہ سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں آپ رضی اللہ عنہا سخت زخمی ہوئیں۔ مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت آپ رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں۔کنانہ بن ربیع (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)نے بڑی بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اونٹنی بٹھا دی اور تیرکش سنبھال کر اعلان کیا اللہ کی قسم جو شخص بھی میرے قریب آیا میں تیر اس کے جسم میں اتار دوں گا پس اس بہادرانہ موقف کے باعث قریش کے لوگ پیچھے ہٹ گئے۔

ابو سفیان بن حرب نے مصالحت کی کوشش کرتے ہوئے کنانہ (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)سے کہا: "تم نے عوامی مقامات سے خاتون کو لے کر نکلنے میں عجلت سے کام لیا ہے، جبکہ ہمارے اور محمد صلوات اللہ علیہ والتسلیم کے درمیان موجودہ تنازعہ سے تم واقف ہو۔ لوگ اسے ہماری کمزوری سمجھیں گے۔ ہم انہیں روکنے کے خواہش مند نہیں، لیکن مناسب یہ ہے کہ آپ انہیں واپس لے جائیں اور جب لوگوں کی توجہ ہٹ جائے، تب خاموشی سے انہیں مدینہ روانہ کر دیں۔"

کنانہ نے ایسا ہی کیا اور کچھ راتیں انتظار کے بعد رات کے وقت سیّدُ نَا زینب رضی اللہ عنہا کو زید بن حارثہ (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)اور ان کے ساتھیوں کے حوالے کیا، جو انہیں رسول اللہ صلوات اللہ علیہ والتسلیم کی خدمت میں مدینہ منورہ لے گئے۔[9]

بعض روایات، خاص طور پر ابن اسحاق کے علاوہ دیگر مورخین کی روایات میں آیا ہے کہ ہبار بن اسود کے حملے کے نتیجے میں سیّدُ نَا زینب رضی اللہ عنہا کا حمل ضائع ہو گیا اور اس واقعے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا مسلسل بیمار رہیں، یہاں تک کہ سیّدُ نَا ابوالعاص (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)کے اسلام قبول کرنے کے بعد سن ٨ هجري میں آپ رضی اللہ عنہا کی وفات ہو گئی۔ اسی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا کو شہیدہ اسلام کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔[10]

ابوالعاص بن ربیع کا اسلام لانا:

علامہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ الروض الانف میں اسلام ابی العاص کے عنوان کے تحت بیان کرتے ہیں کہ "ابنِ اسحاق نے روایت کی:ابو العاص مکہ میں ہی مقیم رہے، اور زینب رسول اللہ علیہ التسلیمات کے پاس مدینہ میں رہنے لگیں۔ اسلام نے دونوں کے درمیان جدائی ڈال دی تھیپھر جب فتح مکہ سے کچھ پہلے کا وقت آیا تو ابو العاص تجارت کے لیے شام روانہ ہوئے۔ وہ نہایت دیانت دار شخص تھے۔ اُن کے پاس اپنا مال بھی تھا اور قریش کے کئی لوگوں کا مال بھی تھا جو انہوں نے بطورِ تجارت ان کے سپرد کیا تھا۔

جب وہ تجارت سے فارغ ہو کر واپسی کے لیے قافلہ لے کر چلے تو راستے میں رسول اللہ علیہ التسلیمات کی ایک سریہ سے ملاقات ہوگئی۔ (یہ سریہ زید بن حارثہ تھا جو کہ جمادی الاول سن 6 ہجری میں پیش آیا تھا ۔)انہوں نے ابو العاص کا مال قبضے میں لے لیا، لیکن ابو العاص کسی طرح بچ نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔جب وہ سریہ (فوجی دستہ) مدینہ واپس آیا اور اس کے ساتھ وہ مال بھی لایا جو انہوں نے حاصل کیا تھا، تو رات کے وقت ابو العاص مدینہ میں داخل ہوئے اور سیدھے رسول اللہ علیہ التسلیمات کی بیٹی زینب کے گھر پہنچے۔ انہوں نے اس سے پناہ مانگی، تو زینب نے انہیں پناہ دے دی۔ ابو العاص اپنے مال کی واپسی کے لیے آئے تھے۔صبح کے وقت رسول اللہ علیہ التسلیمات نمازِ فجر کے لیے تشریف لائے، جیسا کہ مجھے یزید بن رومان نے بتایا، آپ نے تکبیر کہی اور لوگوں نے آپ کے ساتھ تکبیر کہی۔ اسی وقت زینب نے عورتوں کے حصے سے آواز بلند کی اے لوگو! میں نے ابو العاص بن ربیع کو پناہ دے دی ہے۔

جب رسول اللہ علیہ التسلیمات نماز مکمل کر چکے تو لوگوں کی طرف رخ کر کے آپنے فرمایا"اے لوگو! کیا تم نے وہ سنا جو میں نے سنا"؟۔انہوں نے نے جواب دیا جی ہاں۔آپ علیہ التسلیمات نے فرمایا"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، مجھے اس بارے میں کچھ علم نہ تھا جب تک میں نے ابھی نہیں سنا۔ یاد رکھومسلمانوں میں سے جو کوئی کسی کو پناہ دے، اس کی پناہ سب مسلمانوں کے لیے معتبر ہے"پھر رسول اللہ علیہ التسلیمات اپنی بیٹی زینب کے پاس گئے اور فرمایا" بیٹی اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو، مگر وہ تمہارے پاس نہ آئے، کیونکہ تم اس کے لیے حلال نہیں ہو۔"

ابن اسحاق کی ایک روایت کے مطابق رسول رحمت علیہ التسلیمات نے اس سریہ کے لوگوں کے پاس پیغام بھیجا جنھوں نے ابو العاص کا مال پکڑا تھا، اور فرمایا "تم جانتے ہو کہ یہ شخص ہم میں سے ہے۔ تم نے اس کا مال قبضے میں لیا ہے۔ اگر تم چاہو تو احسان کرتے ہوئے وہ مال اسے واپس کر دو ہمیں یہ پسند ہے۔ لیکن اگر تم انکار کرو تو وہ مال تمہارے لیے کا فی ہے، جسے اللہ نے تمہیں دیا ہے، اور تم اس کے زیادہ حقدار ہو۔"تو صحابہ نے عرض کیا" اے خدا کے رسول ، ہم اس کا مال واپس کر دیتے ہیں۔"چنانچہ انہوں نے سارا مال واپس کیا ۔ یہاں تک کہ کوئی شخص پانی کی بالٹی، کوئی مشکیزہ، کوئی چھوٹا برتن، اور کوئی ٹکڑا بھی واپس لے آیا ۔حتیٰ کہ پورا مال واپس کر دیا گیا، کچھ بھی باقی نہ رہا۔

ابو العاص نے وہ مال مکہ لے جا کر قریش کے ہر شخص کو اس کا حق ادا کر دیا، اور کہا:" اے قریش کے لوگو! کیا کسی کا کوئی مال میرے ذمے باقی ہے جو اس نے نہ پایا ہو؟"سب نے کہا: "نہیں، اللہ تمہیں جزا دے، ہم نے تمہیں وفادار اور کریم پایا۔"

ابو العاص  نے خدا کے معبود برحق ہونے کی گواہی دی اور رحمت دو جہاں کے رسول ہونے کا اقرار کیا پھر فرمایا ۔"اللہ کی قسم! مجھے اس وقت اسلام سے صرف یہ ڈر روکتا رہا کہ تم لوگ یہ نہ سمجھو کہ میں تمہارے مال ہڑپ کرنے کے لیے مسلمان ہوا ہوں۔ اب جب کہ میں نے تمہارے تمام امانتیں ادا کر دیں، میں اسلام قبول کرتا ہوں"پھر وہ مدینہ آئے اور رسول اللہ علیہ التسلیمات کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ابنِ اسحاق فرماتے ہیں :مجھے داؤد بن حصین نے عکرمہ کے واسطے سے ابن عباسؓ سے خبر دی کہ رسول اللہ علیہ التسلیمات نے زینبؓ کو ان کے پہلے نکاح پر ہی ابو العاص کے حوالے کیا چھ سال بعد ، کوئی نیا نکاح نہیں پڑھایا گیا ۔

ابن ہشام فرماتے ہیں:ابو عبیدہ نے مجھے بتایا کہ جب ابو العاص شام سے واپس آئے اور ان کے ساتھ مشرکین کا مال تھا تو ان سے کہا گیا:"کیا تم اسلام قبول نہیں کرتے؟ تم ان مشرکوں کا مال اپنے لیے رکھ لو"تو اس پر ابو العاص (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)نے جواب دیا:"کتنی بری بات ہوگی اگر میں اپنے اسلام کا آغاز خیانت سے کروں۔"

ابن اسحاق فرماتے ہیں :ان قیدیوں میں جن پر رسول اللہ علیہ التسلیمات نے بغیر فدیہ کے احسان فرمایا، بنو عبد شمس میں سے ابو العاص بن ربیع بھی تھے، جنہیں نبی علیہ التسلیمات نے اس وقت آزاد فرمایا جب زینب بنت رسول اللہ علیہ التسلیمات نے ان کے فدیے کے لیے بھیجا تھا۔اور بنو مخزوم میں سے مطّلب بن حنطب بھی ایسے ہی قیدیوں میں تھے جنہیں انصار کے ایک قبیلے (بنو حارث بن خزرج) نے قید کیا تھا، پھر انہیں چھوڑ دیا۔ وہ اپنے قبیلے میں واپس چلے گئے۔ابن ہشام کہتے ہیں: انہیں خالد بن زید ابو ایوب انصاری (بنو نجار کے بھائی) نے گرفتار کیا تھا۔ابن اسحاق نےفرمایا :اسی طرح صَیفی بن ابی رفاعہ بھی چھوڑ دیا گیا، شرط یہ تھی کہ وہ اپنا فدیہ بھیجے گا، مگر اس نے وعدہ پورا نہ کیا۔[11]

غزوہ بدر کی اسیری کے بعد سیِّدُ نَا ابوالعاص بن ربیع کا انصار کی تعریف کرنا :

سیِّدُ نَا ابو العاص بن ربیع اسیری بدر کے بعد جب رہا ہوئے تو انصار صحابہ کرام کے حسن سلوک کو یاد کرتے ہوئے ان کی تعریف فرمایا کرتے تھے ۔آپ فرماتے تھے کہ "میں انصار کے ایک گروہ کے ساتھ تھا۔اللہ انہیں بہترین جزا دے جب ہم رات کا کھانا یا دوپہر کا کھانا کھاتے تو وہ روٹی مجھے دے دیتے اور خود کھجور کھا لیتے، حالانکہ ان کے پاس روٹی بہت تھوڑی تھی اور کھجور ہی ان کا اصل زادِ راہ تھی، یہاں تک کہ کوئی شخص اپنے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا پاتا تو مجھے دے دیتا۔[12]

سیِّدُ نَا ابو العاص بن ربیع کا اپنی زوجہ کی تعریف کرنا :

معروف بن خَرَّبُوذِ مکّی سے روایت ہے کہ ابو العاص بن ربیع (جو رسولِ خداعلیہ التسلیمات کے داماد تھے) اپنے ایک سفر میں شام کی طرف گئے۔ وہاں انہوں نے اپنی بیوی زینب بنتِ رسول اللہ علیہ التسلیمات کو یاد کیا، تو اشعار کہنے لگے:

"ذَكَرتُ زَيْنَبَ لَمَّا وَرَّكَتْ إِرَمَا ... فقلت سَقْيًا لشخصٍ يَسْكُنُ الحَرَمَا"

"جب میں نے اِرم (شام) پر پڑاؤ ڈالا تو زینب کو یاد کیا،

اور میں نے کہا: سلامتی ہو اُس شخصیت پر جو حرمِ مکّہ میں رہتی ہے"۔

"بِنْتُ الأمين جزاها اللهُ صالحةً ... وكلُّ بَعْلٍ سَيُثْني بالذي عَلِمَا"

"وہ امین (محمدصلوات اللہ علیہ والتسلیمات) کی بیٹی ہے، اللہ اسے نیکی کا بدلہ دے،

اور ہر شوہر وہی تعریف کرے گا جو وہ جانتا ہے"۔

سیّدُ نَا ابوالعاص بن ربیع رضي الله عنہ کی اولاد:

سیّدُ نَا ابو العاص بن ربیع (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)کی سیدہ زینب سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی ۔ بیٹے کا نام علی بن ابی العاص (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)تھا اور بیٹی کا نام امامہ بنت ابی العاص (رضیی اللہ تعالی عنہا )تھا [13]۔علی ابن ابی العاص (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)کو نبی اکرم علیہ التسلیمات نے فتح مکہ کے موقع پر اپنا ردیف بنایا تھا [14]۔علی ابن ابی العاص رضی اللہ تعالی عنہا نے حالت شباب میں عہد نبوی میں وفات پائی تھی[15]۔اور امامہ بنت ابی العاص یہ نبی اکرم علیہ التسلیمات پر نماز میں سوار ہو جاتی تھیں ۔جب آپ سجدہ کرتے تو انہیں اتار دیتے تھے اور جب اٹھتے تو وہ دوبارہ سوار ہو جاتی تھیں[16] ۔سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول علیہ الصلوات والتسلیم کی وفات کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت پر سیّدُ نَا علی (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)نے سیدہ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی[17]۔سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کی وفات خلافت معاویہ (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)میں ہوئی اور یہ سن 50 ہجری تھا ۔[18]

سیّدُ نَا ابوالعاص بن ربیع کے فضائل :

احادیث میں آپ کے فضائل میں وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ صلوات اللہ علیہ والتسلیم اپنے داماد ہونے کے حوالے سے ان کی بطور خاص تعریف فرماتے تھے۔ آپ صلوات اللہ علیہ والتسلیم نے ایک خطبے میں ان کے بارے میں ارشاد فرمایا "میں نے ابوالعاص کا نکاح (اپنی بیٹی سے) کیا، تو انہوں نے مجھ سے جو بات کی سچ کی، اور مجھ سے جو وعدہ کیا اسے پورا کیا"[19]۔" ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے انہیں "سچا اور وعدے کا پکا" قرار دیا[20]۔ غزوہ بدر میں قید ہونے پر ان کی رہائی کے موقع پر رسول اللہ صلوات اللہ علیہ والتسلیم نے ان سے وعدہ لیا کہ وہ مکہ پہنچنے بعد سیّدُ نَا زینب کو مدینہ بھیج دیں گے، چنانچہ انہوں نے اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے فوری طور پر سیّدُ نَا زینب کو مدینہ روانہ کر دیا، یہ واقعہ ان کی وعدہ پوراکرنے کی نمایاں صفت کا غماز ہے۔

سیّدُ نَا ابو العاص بن ربیع کی خدمات :

جب نبی کریم علیہ السلام نے آپ کو اسیری سے رہا کیا اور آپ سے وعدہ لیا کہ جاتے ہی آپ میری بیٹی کو واپس میرے پاس مدینہ بھیج دیں گے تو انہوں نے وعدہ پورا کیا۔روایات میں آتا ہے کہ انہوں نے یہ کام اپنے بھائی کے ذمہ لگایا جنہوں نے نہایت جانفشانی سے اس فریضہ کو پایہ تکمیل تک پہنچایا یہ آپ کی اپنی اہلیہ اور نبی اکرم علیہ التسلیمات کے ساتھ وفا تھی ۔

یمن کی طرف روانگی :

جب حضور سرور دو عالم علیہ التسلیمات نے سیّدُ نَا علی (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)کو یمن کی طرف بھیجا تو سیّدُ نَا ابو العاص (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)بھی سیّدُ نَا علی (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)کے ساتھ یمن گئے[21]۔ذہن میں ہو کہ سیّدُ نَا علی (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)یمن کی طرف دو دفعہ گئے یہ سن 10 ہجری کا سریہ ہے۔سریہ علی بن ابی طالب الی الیمن ۔ سیّدُ نَا علی سے قبل نبی اکرم علیہ التسلیمات نے خالد بن ولید کو یمن کے لوگوں کی طرف اسلام کی دعوت دینے کے لیے بھیجا۔ انہوں نے چھ ماہ تک انہیں دعوت دی لیکن وہ کسی بات پر راضی نہ ہوئے۔ پھر نبی صلوات اللہ علیہ والتسلیم نے علی بن ابی طالب کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ خالد بن ولید اور ان کے ساتھیوں کو واپس بلا لیں، البتہ اگر خالد بن ولید کے ساتھیوں میں سے کوئی سیّدُ نَا علی (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)کے ساتھ رہنا چاہے تو اسے رہنے دیا جائے۔ سیّدُ نَا علی (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)نے فجر کی نماز پڑھائی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نےاصحاب رسول کو ایک صف میں کھڑا کیا، پھر سامنے آئے، اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر انہیں رسول اللہ صلوات اللہ علیہ والتسلیم کا خط پڑھ کر سنایا۔ اس کے نتیجے میں ہمدان کے تمام لوگ ایک ہی دن میں مسلمان ہو گئے۔ شیر خدا علی کرم اللہ (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)نے رسول رحمت صلوات علیہ والتسلیم کو اس کی اطلاع لکھ کر بھیجی۔ جب آپ صلوات اللہ علیہ والتسلیم نے خط پڑھا تو سجدہ میں گر گئے، پھر بیٹھے اور فرمایا "ہمدان پر سلامتی ہو، ہمدان پر سلامتی ہو!" اس کے بعد یمن کے باقی لوگ بھی مسلسل اسلام میں داخل ہونے لگے۔[22]

سیّدُ نَا ابو العاص بن ربیع سے روایات لینے والے اصحاب رسول:

سیّدُ نَا ابو العاص بن ربیع سے روایات لینے والوں میں سیّدُ نَا ابن عباس اور ابن عمرو ابن العاص ہیں [23]

جنگ یمامہ میں شرکت اور وفات:

ابوالعاص (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)نے وصال رسول اللہ صلوات اللہ علیہ والتسلیم کے بعد خلافت ابوبکر صدیق (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)کی بیعت کی اور مشہور روایت کے مطابق سیف اللہ خالد بن ولید (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)کی قیادت میں جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ 12 ہجری میں شرکت کی اور شہادت پائی ۔چنانچہ اول داماد رسول صلوات اللہ علیہ والتسلیم کو شہید ختم نبوت کا مقام عظیم منصب نصیب ہوااور سینکڑو ں صحابہ کرام کے ہمراہ سیّدُ نَا خالد بن ولید جنازہ پڑھا کر یمامہ ہی کے مقام پر دیگر شہداء وحفاظ کے ہمراہ تدفین کی رضی اللہ عنہم اجمعین ۔آپ کی سن وفات 12 ہجری کے بارے میں کئی روایات

ہیں اور یہی جنگ یمامہ کا سال ہے ۔ابن عبدالبر راوی ہیں ۔ابراہیم بن منذر کا قول ہے کہ ابوالعاص (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)نےجنہیں شیر بطحاء کہا جاتا تھا ذوالحج سن 12 ہجری میں وفات پائی[24] ۔خطیب تبریزی روایت کرتے ہیں خلافت ابوبکر میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے [25]۔ابن کثیر لکھتے ہیں صدیق (خدا ان سے راضی اور خوشنود ہو)کے ایام میں سن 12 ہجری میں وفات پائی۔[26]

**حوالہ جات:**

---

[1] الاستيعاب في معرفة الأصحاب، أبو عمر، يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر [ت 463 هـ]،ج4ص1701

[2] الاستيعاب في معرفة الأصحاب،ج4ص1701

[3] جامع الأصول في أحاديث الرسول، مجد الدين أبو السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن محمد ابن عبد الكريم الشيباني الجزري ابن الأثير (المتوفى: 606 هـ)، ط دار الفكر، تحقيق بشير عيون،ج12ص739

[4] جمهرة أنساب العرب،ص121

[5] السيرة النبوية لابن هشام،ج2ص214

[6] ناسخ التواریخ ،سپہر کاشانی(جلد دوم از کتاب وقایع بعد ہبوط آدم تا ہجرت )ورق 6210، طبع تہران ،( طبع محلی در کارخانہ آقا میر باقر تہرانی)

[7] أنساب الأشراف،302

[8] المغازي،ج1ص131

[9] السيرة النبوية لابن هشام،ج2ص216

[10] البداية والنهاية،ج5ص308

[11] الروض الأنف في شرح السيرة النبوية لابن هشام،ج 4 ص134 تا 137

[12] المغازي،ج1ص119

[13] البداية والنهاية،ج9ص540

[14] أسد الغابة في معرفة الصحابة،ج4ص136

[15] تاريخ دمشق لابن عساكر،ج67ص4

[16] موطأ الإمام مالك، مالك بن أنس (93 - 179 هـ)، مؤسسة الرسالة – بيروت،ط الأولى، 1412 هـ - 1991 م،ج1ص221

[17] البداية والنهاية،ج8ص205

[18] حياة نساء اهل البيت،محمد راجي حسن،بيروت دارالمعرفة،ط1429ه۔2008 م،ص711

[19] صحيح البخاري،أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي،(دار ابن كثير، دار اليمامة) – دمشق،ط الخامسة، 1414 هـ - 1993 م،ج3ص1364

[20] مسند الإمام أحمد بن حنبل،ج31ص229

[21] البداية والنهاية،ج9ص540

[22] تاريخ الطبري، أبو جعفر، محمد بن جرير الطبري (224 - 310 هـ) ، دار المعارف بمصر، ط الثانية 1387 هـ - 1967 م،ج3ص132

[23] لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح، عبد الحق بن سيف الدين بن سعد الله البخاري الدِّهلوي الحنفي، دار النوادر، دمشق – سوريا،ط الأولى، 1435 هـ - 2014 م،ج10 ص162

[24] الاستيعاب،ابن عبد البر،ج4ص266

[25] الاکمال فی اسماء الرجال،الخطیب التبریزی،(حرف العین،فی الصحابہ:585:ابوالعاص بن الربیع القرشی العبشمی

[26] البدایہ والنہایہ،ابن کثیر،ج6ص359(ابوالعاص بن الربیع)